

اپنی خواہشوں کو دبانے والا اور چشم بصیرت سے دیکھنے والا ڈرتا ہے، کیونکہ (ہر) چیز واضح ہو چکی ہے۔ نشانات قائم ہیں، راستہ ہموار ہے اور راہ سیدھی ہے۔

--☆☆--

(۱۶۰) خطبه

حضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ: کیا وجد ہے کہ لوگوں نے آپؐ کو اس منصب سے الگ رکھا، حالانکہ آپؐ اس کے زیادہ حقدار تھے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ:

اے برادر بنی اسد! تم بہت تنگ حوصلہ ہو اور بے راہ ہو کر چل نکل ہو۔ (اس کے باوجود جو) چونکہ ہمیں تمہاری قربات کا پاس و لحاظ ہے اور تمہیں سوال کرنے کا حق بھی ہے تو اب دریافت کیا ہے تو پھر جان لو کہ (ان لوگوں کا) اس منصب پر خود اختیاری سے جم جانا، باوجود دیکھ ہم نسب کے اعتبار سے بلند تھے اور پیغمبر ﷺ سے رشتہ قربات بھی قوی تھا ان کی خود غرضی تھی جس میں کچھ لوگوں کے نفس اس پر مرٹے تھے اور کچھ لوگوں کے نفسوں نے اس کی پرواہ نہ کی اور فیصلہ کرنے والا اللہ ہے اور اس کی طرف بازگشت قیامت کے روز ہے۔ (اس کے بعد حضرتؐ نے بطور تمثیل یہ مصرع پڑھا):

”چھوڑ واں لوٹ مار کے ذکر کو کہ جس کا چاروں طرف شور مچا ہوا تھا،“ اب تو اس مصیبت کو دیکھو کہ جو ابوسفیان کے بیٹے کی وجہ سے آئی ہے۔ مجھے تو (اس پر) زمانہ نے رلانے کے بعد ہنسایا ہے اور زمانہ کی (موجودہ روشن سے) خدا کی قسم! کوئی تعجب نہیں ہے۔ اس مصیبت پر تعجب ہوتا ہے کہ جس سے تعجب کی حد ہو گئی ہے اور جس نے بے راہ روپوں کو بڑھا دیا ہے۔ کچھ لوگوں نے اللہ کے روشن چراغ کا نور بجھانا چاہا اور اس کے سرچشمہ (ہدایت کے) فوارے کو بند کرنے کے درپے

لِنَفْسِهِ، الْمَائِنِعِ لِشَهْوَتِهِ، النَّاظِرِ بِعَقْلِهِ
فَإِنَّ الْأَمْرَ وَاضْعَفُ، وَالْعَلَمَ قَائِمٌ، وَ
الظَّرِيقَ جَدَدُ، وَالسَّبِيلَ قَصَدُ.

-----☆☆-----

(۱۶۰) وَمِنْ كَلَامِ لَهُ عَلَيْهِ الْمَلَامُ

لبعض أصحابه و قد سئل: كيف
دفعكم قومكم عن هذا المقام و آثرتم أحلى
به؟ فقال عليه السلام:

يَا آخَا بَنِي آسِدٍ! إِنَّكَ لَقَلْقُ الْوَضِينِ،
ثُرِسُلُ فِي عَيْنِ سَدَدٍ، وَ لَكَ بَعْدُ ذِمَامَةً
الصِّهْرِ وَ حَقْنُ الْمُسْتَلَةِ، وَ قَدِ اسْتَعْلَمْتَ
فَاعْلَمْ: أَمَّا الْإِسْتِبْدَادُ عَلَيْنَا بِهَذَا الْمَقَامِ
وَ نَحْنُ الْأَعْلَوْنَ نَسْبًا، وَ الْأَشَدُونَ
بِالرَّسُولِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَوْطًا، فَإِنَّهَا كَانَتْ أَثْرَةً
شَحَّتْ عَلَيْهَا نُفُوسُ قَوْمٍ، وَ سَخَّتْ عَنْهَا
نُفُوسُ أَخْرِيَنَ، وَ الْحَكْمُ اللَّهُ، وَ الْبَعْدُ
إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمةِ.

”وَ دَعْ عَنْكَ نَهَبَأْ صِيَحَ فِي حَجَرَاتِهِ“
وَ هَلْمَ الْخَطَبِ فِي أَبْنِي أَبِي سُفِيَّانَ،
فَلَقَدْ أَصْحَكَنِي الدَّهْرُ بَعْدَ إِبْكَائِهِ،
وَ لَا غَرَوْ وَاللَّهُ، فَيَا لَهُ خَطَبًا يَسْتَفْرِغُ
الْعَجَبَ، وَ يُكْثِرُ الْأَوَدَ! حَاوَلَ الْقَوْمُ
إِطْفَاءَ نُورِ اللَّهِ مِنْ مِصْبَاحِهِ، وَ سَدَّ
فَوَارِهِ مِنْ يَنْبُوِعِهِ، وَ جَدَحُوا بَيْنِي وَ

ہوئے اور میرے اور اپنے درمیان زہر یلے گھونٹوں کی آمیزش کی۔ اگر اس ابتلا کی دشواریاں ہمارے اور ان کے درمیان سے اٹھ جائیں تو میں انہیں خالص حق کے راستے پر لے چلوں گا اور اگر کوئی اور صورت ہو گئی تو پھر ان پر حسرت و افسوس کرتے ہوئے تمہارا دم نہ نکلے۔ اس لئے کہ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

--☆☆--

بَيْنَهُمْ شِرْبَأَا وَ بِيَنَّا، فَإِنْ تَرَأَفْعَ
عَنَّا وَ عَنْهُمْ مَحْنُ الْبَلْوَى، أَحْبَلَهُمْ
مِنَ الْحَقِّ عَلَى مَحْضِهِ، وَ إِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى،
فَلَا تَذَهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَتٌ طَانَّ
اللَّهُ عَلِيهِمْ بِسَما يَصْنَعُونَ ۝۔

-----☆☆-----

۴۔ یہ عرب کے مشہور شاعر ”امرأ القیس“ کے ایک شعر کا مصرع ہے جس کا دوسرہ مصرع یہ ہے:

وَ هَاتِ حَدِيَثًا مَا حَدِيثُ الرَّوَاحِلِ

اس شعر کا واقع یہ ہے کہ جب امرأ القیس کا باپ ججر کندی مارا گیا تو وہ قبائل عرب میں چکر لاتا تھا تا کہ ان کی مدد سے اپنے باپ کا قصاص لے سکے۔ چنانچہ بنی چدیلہ کے ایک شخص طریف کے یہاں چند دن ٹھہر اور پھر وہاں سے اپنے کو غیر محفوظ بھجو کر چل دیا اور غالدار ان سروس کے ہاں جاترا۔ اس دوران میں بنی چدیلہ کا ایک شخص باعث ابن خویص اس کا واث ہنکالا۔ امرأ القیس نے اپنے میزبان سے اس کا شکوہ کیا تو اس نے کہا کہ تم اپنی اوٹنیاں میرے ساتھ کر دو میں تمہارے اونٹ ان سے واپس لائے دیتا ہوں۔ چنانچہ غالدار ان کے ہاں گیا اور ان سے کہا کہ تم نے میرے مہمان کے اوٹوں کو لوت لیا ہے تمہیں ان اوٹوں کو واپس کر دینا چاہیے۔ ان لوگوں نے کہا کہ وہ نہ تمہارا مہمان ہے اور نہ تمہاری زیر حمایت ہے۔ غالدار نے قسم کھا کر کہا کہ واقعی میرا مہمان ہے اور یہ اس کی اوٹنیاں میرے ساتھ ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ پھر ہم وہ اونٹ واپس دیئے دیتے ہیں۔ کہا تو یہ لیکن ان اوٹوں کو واپس کرنے کے بجائے ان اوٹوں کو بھی ہندا کر لے گئے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ ان لوگوں نے وہ اونٹ غالدار کے روانہ کر دیئے تھے اور اس نے امرأ القیس کو دیئے کے بجائے خود ان پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب امرأ القیس کو اس کا پتہ چلا تو اس نے چند اشعار کہے جن کا ایک شعر یہ تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب ان اوٹوں کا ذکر چھوڑ جنہیں لوٹا جا چکا ہے۔ اب ان اوٹنیوں کی بات کرو جو بات سے جاتی رہی ہیں۔

حضرتؐ کے اس شعر کو بطور تثنیل پیش کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اب جبکہ معاویہ بر سر پیکار رہے اس کی بات کرو اور ان لوگوں کی غارت گریوں کا ذکر کرہنے دو کہ جنہوں نے پیغمبر ﷺ کے بعد میرے حق پر چھاپ مارا۔ وہ دور گزر چکا ہے۔ اب اس دور کے فتوں سے نپٹنے کا وقت ہے۔ لہذا وقت کی بات کرو اور بے وقت کی راگئی نہ چھیر دو۔ یہ اس لئے فرمایا کہ سائل نے یہ سوال جگ صفين کے موقع پر کیا تھا، جبکہ جنگ کے شعلے ملند ہو رہے تھے اور کشت و خون کی گرم بازاری تھی۔

☆☆☆☆☆